غیر مسلم اور قانون جزیہ

از مولانا صوفی عبدالحمید سواتی

یہود اور نصاریٰ نے اپنی اپنی کتابوں کو اس حد تک تبدیل کر دیا ہے کہ وہ برائے نام ہو کر رہ گئی ہیں ان لوگوں کو نہ خدا تعالیٰ کی صحیح پہچان ہے اور نہ انبیاء پر صحیح ایمان ہے۔ ان کے ساتھ جنگ ناگزیر ہے تاکہ یہ لوگ دین حق کی اشاعت میں رکاوٹ نہ بن سکیں۔ البتہ ان کے واسطے امان کی ایک ہی صورت ہے حتی یعطوا الجزیۃ عن ید کہ وہ اپنے ہاتھ سے جزیہ دینے لگیں یعنی اسلامی قانون کی بالادستی تسلیم کر کے مسلمانوں کی ماتحتی میں رہنا قبول کر لیں اور مقررہ رقم بطور ٹیکس ہر سال ادا کریں اس طرح وہ ذمی کہلائیں گے اور انہیں اسلامی حکومت کی طرف سے اخلاقی 'مادی اور مزہبی تحفظ حاصل ہو جائے گا

کافر دو قسم کے ہیں حربی کافر وہ ہیں جو مسلمانوں کے ساتھ جنگ کی حالت میں ہوں اور دوسرے ذمی ہیں جو مسلمانوں کی حفاظت میں ہیں اگرچہ وہ اپنے دین پر قائم رہتے ہیں۔ ان دونوں قسم کے کافروں کے متعلق سورہ ممتحنہ اور بعض دوسری سورتوں میں الگ الگ حکم آیا ہے۔ ذمیوں کو مکمل حقوق حاصل ہوتے ہیں اور ان کی جان 'مال اور عزت دیگر مسلمانوں کی طرح محفوظ ہوتی ہیں اسی لئے حضور علیہ السلام کا فرمان ہے کہ جب کوئی کافر بحیثیت ذمی مسلمانوں کی پناہ میں آجائے تو وہ شخص مامون ہوگیا جو کوئی ذمی کو قتل کریگا اسے جنت کی خوشبو تک نہیں آئے گی 'یہ اتنا بڑا جرم ہے

ذمی کے قتل کے جرم میں آئمہ کرام کا اختلاف ہے امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ ذمی کے قاتل سے قصاص لیا جائے گا یعنی اسے قتل کے بدلے میں قتل کیا جائے گا۔ حدیث شریف میں آتا ہے "لا یقتل مومن بکافر" یعنی کسی کافر کے قصاص میں مومن کو قتل نہیں کیا جائیگا آپ اس سے حربی کافر مراد لیتے ہیں یعنی اگر حربی کافر کو قتل کر دیا جائے تو اس کے بدلے میں مومن سے قصاص نہیں لیا جائے گا جس طرح کسی مومن کے قتل کا لیا جاتا ہے۔ کیونکہ جس طرح ایمان لانے کے بعد کسی مومن کا مال 'جان اور آبرو محفوظ ہو جاتی ہے اسی طرح ماتحتی میں آنے والے ذمی کو بھی امان حاصل ہوتی ہے بہر حال فرمایا کہ اہل کتاب اگر جزیہ دینا قبول کر لیں تو پھر ان کے خلاف جنگ نہ کی جائے

اسلام کے قانون جزیہ پر غیر مسلم اقوام نے بڑے اعتراضات کیے ہیں انگریز 'یہودیوں اور ہندوؤں

نے اس مسئلہ کو بہت اچھالا ہے جس طرح مسئلہ تعدد ازواج غیر مسلم اقوام کا تختہ مشق بنا تھا اسی طرح یہ مسئلہ بھی بنا ہے۔ مگر یہ اعتراض برائے اعتراض ہے۔ تعداد ازواج کے متعلق تو یہود ہنود اور نصاریٰ نے بڑی گندی باتیں لکھی ہیں۔ یہاں راجپال ہندو نے "رنگیلا رسول" نامی کتاب لکھ کر مسلمانوں کی غیرت کو چیلنج کیا تھا۔ اس میں تعدد ازواج کے مسئلہ پر سخت ہرزہ سرائی کی گئی تھی۔ حتیٰ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات پر بھی حملے کیے گئے' اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ غازی علم دین شہیدؒ نے راجپال کو جہنم رسید کر دیا۔ عیسائی اور یہودی معترضین کا حال یہ ہے کہ یہ لوگ عورتوں سے زنا کرنے والے شخص پر تو اعتراض نہیں کرتے مگر دو بیویوں سے نکاح کرنے والا گردن زدنی بن جاتا ہے۔ یہ متعصب اور خبیث لوگ ہیں جو مسلمانوں کے اٹل قوانین پر بلا وجہ اعتراض کرتے ہیں

آج کل تمام حکومتوں کا نظام ٹیکسوں پر چلتا ہے بعض ممالک میں تو کل آمدنی کا دو تہائی ٹیکسوں میں چلا جاتا ہے اس کے بر خلاف جزیہ ایک معمولی سا ٹیکس ہے جو ذمی لوگوں کی جان و مال کی حفاظت کے بدلے میں وصول کیا جاتا ہے۔ جزیہ کی شرح خلفائے راشدین کے زمانہ میں ہی مقرر ہو گئی تھی۔ یہ ٹیکس ہر خود روزی کمانے والے آسودہ حال شخص سے اڑتالیس ۴۸ درہم سالانہ متوسط آدمی سے چوبیس درہم اور غریب آدمی سے بارہ درہم سالانہ ہے۔ اور پھر اس میں استثناء بھی ہے۔ اگر کوئی ذمی آدمی فوجی خدمات انجام دے رہا ہے تو اس سے جزیہ ساقط ہو جاتا ہے۔ اس طرح معذور آدمی ' بچے ' عورتیں 'پادری 'گوشہ نشیں آدمی بھی جزیہ سے مستثنا ہیں۔ یہ تو عام شرح ہے البتہ اگر صلح کے کسی خصوصی معاہدے کے تحت کوئی دوسری شرح مقرر کر لی جائے تو وہ بھی درست ہے۔ جیسے حضور علیہ السلام نے نجران کے عیسائیوں کے ساتھ معاہدہ کیا تھا۔ وہ لوگ حضورؐ کے ساتھ مناظرہ کرنے کے لئے آئے تھے مگر جب مجبور ہو گئے تو صلح کر لی اور کچھ کپڑے اور کچھ نقدی بطور جزیہ دینا قبول کر کے اپنے علاقے میں واپس چلے گئے۔ بہرحال یہ ایک معمولی سا ٹیکس ہے۔ جو غیر مسلم ذمیوں پر عاید کیا جاتا ہے۔ جبکہ خود مسلمان اس سے زیادہ زکواۃ ادا کرتے ہیں

بنو تغلب کے عیسائیوں نے جزیہ کی بجائے زکواۃ کی دگنی شرح کے برابر رقم ادا کرنے کی پیش کش کر دی۔ حضور علیہ السلام نے اسے منظور فرما لیا۔ کہا تم اسے جزیہ کی بجائے جو چاہو نام دے دو' ہمیں کوئی اعتراض نہیں حضرت عمرؓ نے بھی ایسا ہی کیا۔ زکوۃ تو چالیسواں حصہ تھا' اب انہیں بیسواں حصہ دینا پڑا۔ چونکہ وہ لوگ جزیہ کے نام سے بدکتے تھے اس لئے انہوں نے زیادہ ٹیکس دینا منظور کر لیا۔ اہل کتاب کو اس میں بھی سہولت تھی۔ ان کے دین کے مطابق ان کی زکوۃ چوتھا حصہ ہوتی تھی۔ مگر انہوں نے بیسواں حصہ ٹیکس ادا کیا اور مامون ہو گئے